www.urdupalace.com

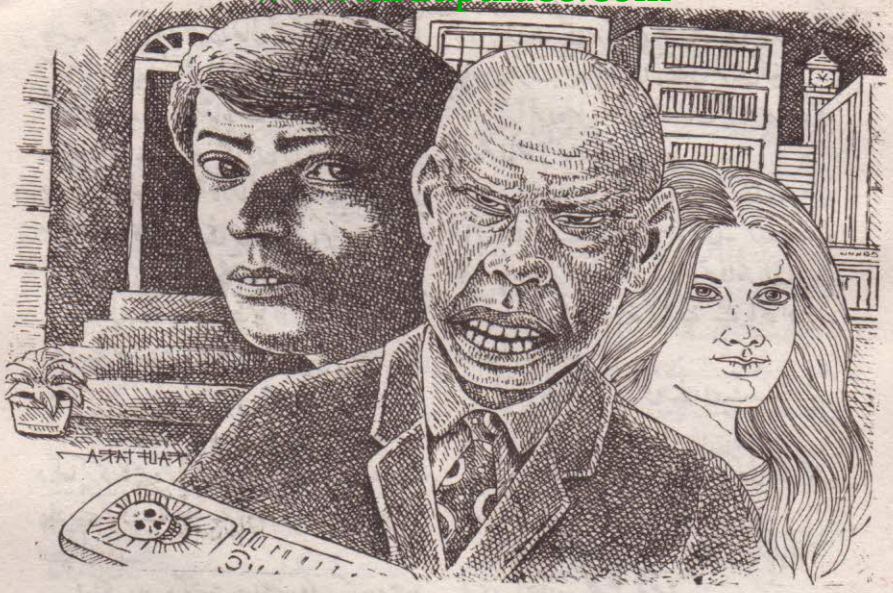

وہ کون تھا

ضرغام محمود۔ کراچی

جب دوشیزہ کی آنکھ کھلی تو وہ اپنے کمرے میں انجانی مخلوق کو دیکھ کر دنگ رہ گئی اس کی سٹی گم ہوگئی اس کے حلق میں کانٹے چبھنے لگے آنکھیں پتھرا گئیں اور پھر دہشت ناک واقعہ رونما ہوا۔

ایک روح کی ناقابل یقین خلوص ومحبت اور چاہت کی روداد، کہانی پڑھ کر تو دیکھیں

بارش اتنی تیز تھی کہ چند فٹ کے فاصلے سے بھی کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا اندھیرا مکمل طور پر چھایا ہوا تھا بادلوں کی گرج سے دل دہل رہے تھے بجلی بار بار چمک کر خوف میں مزید اضافہ کر رہی تھی بارش اتنی تیز تھی جیسے لگتا تھا آج وہ سب کچھ بہا کر لے جائے گی۔

ایسی خطرناک صورتحال میں رابرٹ اپنی کار ڈرائیو کر رہا تھا اس کے ساتھ اسی کی نئی نویلی بیوی کرسٹی بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں کی شادی کو ابھی دو ہی دن ہوئے تھے اور وہ دونوں ہنی مون منانے ہل اسٹیشن جا رہے تھے کہ راستے میں اس خطرناک بارش نے آن لیا۔ رابرٹ آنکھیں پھاڑے آہستہ رفتار کے ساتھ کار چلا رہا تھا، راستہ مکمل طور پر سنسان تھا سڑک پر ان کی گاڑی کے علاوہ کوئی دوسری گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی سڑک کے ایک جانب بلند و بالا پہاڑ تھا تو دوسری

www.urdupalace.com

جانب سینکڑوں فٹ گہری کھائی تھی، رابرٹ جانتا تھا کہ ذرا سی بے احتیاطی خطرناک حادثے کا سبب بن سکتی ہے لہٰذا وہ بہت احتیاط کے ساتھ اپنی کار ڈرائیو کر رہا تھا، اس کے ساتھ بیٹھی اس کی بیوی کرسٹی کے چہرے پر بھی خوف کے آثار نمایاں تھے، ہل اسٹیشن پر ہنی مون منانے کا خیال کرسٹی ہی نے پیش کیا تھا اور اب کرسٹی اپنے اس آئیڈیا پر پچھتا رہی تھی۔

''رابی۔۔۔ بارش بہت تیز ہوگئی ہے۔۔'' کرسٹی نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے رابرٹ سے کہا۔

کرسٹی کی بات سن کر رابرٹ نے کرسٹی کی جانب دیکھا کرسٹی کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا تھا رابرٹ نے پیار سے کرسٹی کے کپکپاتے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور اسے تسلی دی۔

اچانک رابرٹ کو محسوس ہوا جیسے سڑک کے درمیان میں کوئی انسان کھڑا ہے جس نے سفید لباس پہنا ہوا ہے رابرٹ نے پھرتی کے ساتھ کار کے بریک پر پیر کا دباؤ بڑھایا مگر گیلی سڑک پر کار تیزی کے ساتھ اس آدمی سے ٹکرا گئی اور وہ سفید لباس پہنا ہوا آدمی دور سڑک پر جا گرا رابرٹ کے ایمرجنسی بریک لگانے کی وجہ سے کار گیلی سڑک پر گھومتی ہوئی حفاظتی ریلنگ کے بالکل قریب پہنچ کر رک گئی، کرسٹی کے منہ سے ایک تیز چیخ نکلی اور وہ پوری جان سے کانپنے لگی، رابرٹ نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولا اور چھتری تان کر کار سے باہر نکلا۔

''کیا ہوا رابی۔۔۔ کیا ہوا؟'' چھتری کھولتے ہوئے رابرٹ سے کرسٹی نے پوچھا

''وہ۔۔۔ وہ ہماری کار سے کوئی ٹکرایا ہے۔۔ شائد وہ زخمی ہو گیا ہے۔۔'' رابرٹ بوکھلا کر بولا اور تیز قدموں سے سڑک پر آگے کی جانب بڑھ گیا اور سڑک کے دونوں اطراف دیکھنے لگا۔ بارش مسلسل ہو رہی تھی ہوا بھی سائیں سائیں چل رہی تھی ہوا کے ساتھ بارش نے رابرٹ کو کافی گیلا کر دیا تھا حالانکہ رابرٹ نے چھتری تان رکھی تھی۔

رابرٹ گیلی سڑک پر کھڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا مگر اسے کوئی نظر نہیں آیا۔

''آخر وہ سفید لباس والا کہاں گیا جو میرے کار سے ٹکرایا تھا؟'' رابرٹ نے سوچا

''یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے..... کہیں وہ سفید لباس والا میرے دماغ کا وہم تو نہیں۔'' رابرٹ نے پھر سوچا اور دھیرے قدموں کے ساتھ واپس اپنی کار کی جانب آیا اور کار میں بیٹھ کر اپنے گیلے ہاتھ اور منہ صاف کرنے لگا۔

''کیا ہوا.....؟'' کرسٹی نے رابرٹ کے کار میں بیٹھنے کے بعد پوچھا۔

''کچھ نہیں..... باہر سڑک پر تو کوئی بھی نہیں ہے۔'' رابرٹ نے کرسٹی کی بات کا جواب دیا۔

''پھر زوہ شخص کہاں گیا..... جو کار سے ٹکرایا تھا؟'' کرسٹی نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

''پتا نہیں.....'' رابرٹ نے جواب دیا فکرمندی کی گہری شکنیں رابرٹ کے ماتھے پر نمایاں تھیں۔

رابرٹ نے کار اسٹارٹ کی اور دوبارہ اپنا سفر شروع کر دیا۔

''بارش بہت تیز ہو چکی ہے شائد ہم اپنا سفر جاری نہ رکھ سکیں۔'' رابرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کرسٹی سے کہا۔

''تو پھر۔۔۔۔'' کرسٹی نے پوچھا۔

''ہمیں رات شائد یہیں کہیں بسر کرنی پڑے گی۔'' رابرٹ نے احتیاط کے ساتھ ڈرائیونگ کرتے ہوئے جواب دیا۔

''یہاں..... مگر..... یہاں تو مکمل ویرانہ ہے۔'' کرسٹی نے پریشان ہو کر بولی۔

''دیکھتے ہے شائد آگے کوئی سرائے یا چھوٹا موٹا ہوٹل مل جائے۔۔'' رابرٹ نے جواب دیا تو کرسٹی سڑک کنارے دیکھنے لگی۔

''وہ دیکھو رابی۔۔ وہ بورڈ۔۔'' کرسٹی نے رابرٹ کی توجہ ایک بورڈ کی جانب دلائی جس پر ہوٹل کا نشان بنا

www.urdupalace.com

ہوا تھا۔

رابرٹ نے بورڈ کے قریب کار روکی اور بورڈ پڑھنے لگا۔

"ریڈ ورلڈ سرائے۔" رابرٹ نے بورڈ پڑھا۔ "کیسا عجیب نام ہے ریڈ ورلڈ سرائے۔"

"ہمیں نام سے کیا لینا ہے..... بس رات بسر کرنی ہے۔" کرسٹی بولی تو رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کار اس سمت بڑھا دی جہاں پر سرائے تک جانے کے لئے بورڈ پر تیر کے نشان سے اشارہ کیا گیا تھا۔ کچے راستے پر کچھ ہی دور سفر کرنے کے بعد ان کی کار ایک پرانی طرز کی عمارت کے سامنے پہنچ گئی اس عمارت پر بھی ریڈ ورلڈ سرائے کا بورڈ لگا ہوا تھا۔

"کیسی عجیب عمارت ہے۔" کرسٹی سرائے کی عمارت دیکھتے ہوئے بڑبڑائی۔

"ہاں۔۔ سرائے سے زیادہ بھوت بنگلہ معلوم ہو رہی ہے۔" رابرٹ بھی عمارت کو بغور دیکھتے ہوئے بولا "مجبوری ہے آج رات ہمیں اسی سرائے میں بسر کرنی پڑے گی۔"

اتنا کہہ کر رابرٹ نے کار کا دروازہ کھولا اور چھتری تان کر کار سے نیچے اتر گیا اس کے ساتھ کرسٹی بھی چھتری کھولتی ہوئی کار سے نیچے اتر گئی۔

دونوں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے سرائے کی جانب بڑھنے لگے۔ سرائے کے اطراف میں بڑے بڑے صنوبر کے درخت لگے ہوئے تھے ایک درخت کے اوپر سفید لباس میں خوفناک شکل کی ایک مخلوق بیٹھی تھی، رابرٹ اور کرسٹی کو سرائے کی جانب بڑھتے دیکھ کر وہ مخلوق مسکرانے لگی اس مخلوق کی مسکراہٹ بہت بھیانک تھی۔

رابرٹ اور کرسٹی سرائے کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے اپنی چھتریاں بند کیں اور پانی ٹپکاتی چھتریوں کو دروازے کے پاس رکھ کر سرائے میں داخل ہو گئے۔

اندر سے سرائے کافی بہتر حالت میں تھی وہ دونوں قدم اٹھاتے ہوئے کاؤنٹر تک پہنچے، کاؤنٹر پر ایک بوڑھا آدمی اپنا سر کاؤنٹر پر رکھے سو رہا تھا رابرٹ نے کاؤنٹر بجا کر بڑے میاں کو اٹھایا، آواز سن کر بڑے میاں نے اپنی گردن اونچی کی اور آنکھوں کے پپوٹے اٹھا کر رابرٹ اور کرسٹی کی جانب دیکھا تو رابرٹ اور کرسٹی خوفزدہ ہو کر دو قدم پیچھے ہٹ گئے کیونکہ..... کیونکہ بڑے میاں کی آنکھیں۔

آنکھیں نہیں تھیں بلکہ آنکھوں کی جگہ دو گڑھے تھے، رابرٹ اور کرسٹی خوفزدہ نظروں سے بڑے میاں کو گھور رہے تھے، ان کی زبان گنگ ہو گئی تھی وہ دونوں انتہائی خوفزدہ لگ رہے تھے۔ بڑے میاں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھا اور آنکھیں مسلنے لگے۔

"کیا بات ہے۔۔؟" بڑے میاں نے آنکھیں مسلنے کے بعد رابرٹ اور کرسٹی کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا رابرٹ اور کرسٹی انتہائی حیرانگی سے بڑے میاں کو گھور رہے تھے کیونکہ اب بڑے میاں، آنکھیں بالکل صحیح ہو گئی تھیں۔

"آپ..... آپ کی آنکھیں۔" رابرٹ نے بڑے میاں کی آنکھوں کی جانب اشارہ کر کے کہا۔

"کیا ہوا میری آنکھوں کو۔۔" بڑے میاں نے اپنے بائیں ہاتھ سے اپنی بائیں آنکھ باہر نکالی اور آنکھ کو ہتھیلی پر رکھ کر دیکھنے لگے۔

"یہ۔۔یہ۔۔۔" کرسٹی خوف سے کانپنے لگی۔

"یہ پتھر کی آنکھ ہے۔۔۔ میری یہ آنکھ ایک حادثے میں ضائع ہو گئی تھی جب سے میں یہ پتھر کی آنکھ استعمال کر رہا ہوں۔ میری دائیں آنکھ صحیح ہے۔۔" بڑے میاں نے اپنی آنکھ دوبارہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن ابھی تو آپ کی دونوں آنکھیں نہیں تھیں۔۔" رابرٹ ہکلایا۔

"ہاہاہا۔۔" بڑے میاں نے اپنے پوپلے منہ سے قہقہہ لگایا۔ "کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔۔۔ بھلا آنکھوں کے بغیر بھی کوئی دیکھ سکتا ہے۔"

کرسٹی بے حد خوفزدہ تھی اسے یہ سرائے آسیب زدہ

www.urdupalace.com

لگ رہی تھی، رابرٹ کو بھی یہ سرائے پسند نہیں آئی تھی...... مگر مجبوری تھی انہیں ہر حالت میں آج کی رات اسی سرائے میں بسر کرنا تھی۔

''ہمیں ایک کمرہ چاہئے۔۔'' رابرٹ نے اپنے حواسوں پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''مل جائے گا کمرہ۔۔۔۔اس موسم میں سرائے خالی ہی رہتی ہے۔۔'' بڑے میاں بڑبڑائے اور ایک بڑا اسار جسٹر رابرٹ کے سامنے رکھ دیا۔

''نام پتا لکھ دو۔۔'' بڑے میاں رابرٹ کو قلم دیتے ہوئے بولے۔

رابرٹ نے رجسٹر کھولا اور اپنا نام پتا لکھنے لگا اسی وقت ایک بڑی سی سیاہ مکڑی چھت سے سیدھی رابرٹ کے ہاتھ پر گری۔رابرٹ کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی اور وہ بوکھلا کر اپنا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کاؤنٹر سے پیچھے ہٹ گیا رابرٹ کے ہاتھ جھٹکنے کی وجہ سے مکڑی اس کے ہاتھ پر سے گر گئی اور کاؤنٹر پر رینگنے لگی، کرسٹی بھی اتنی بڑی مکڑی دیکھ کر شدید خوفزدہ ہوگئی تھی۔

''ذلیل...... کمینی...... تجھے بہت جلدی ہے......''

بڑے میاں غصے سے چیخے اور رجسٹر اٹھا کر مکڑی پر دے مارا، رجسٹر کی ضرب سے مکڑی کے ٹکڑے ہو گئے اور کاؤنٹر پر اس کا سیاہی مائل سرخ خون پھیل گیا۔بڑے میاں نے مکڑی کو مارنے کے بعد اس کی لاش اپنی انگلیوں کی مدد سے اٹھائی اور رابرٹ کے چہرے کے سامنے کی، اتنی بڑی مکڑی دیکھ کر رابرٹ بھی خوفزدہ ہو گیا تھا، بڑے میاں نے مکڑی کی لاش کو ڈسٹ بن میں پھینکا اور ایک پرانا کپڑا نکال کر کاؤنٹر پر سے مکڑی کا خون صاف کیا۔

''یہاں مکڑیاں کافی ہیں دراصل قریب میں جنگل ہے، اس لئے یہ کیڑے مکوڑے سرائے میں آجاتے ہیں۔۔'' بڑے میاں نے کہا پھر بڑے میاں نے ایک غیر مانوس سی آواز نکالی، بڑے میاں کی آواز سن کر کاؤنٹر کے پیچھے بنے کمرے سے ایک لڑکی نمودار ہوئی اور بڑے میاں کے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔

''ان دونوں کو اوپر والے کمرے میں پہنچا دو۔''

بڑے میاں نے کاؤنٹر کی دراز سے چابی نکال کر لڑکی کو دیتے ہوئے کہا تو لڑکی نے بڑے میاں سے چابی لی پھر وہ کاؤنٹر سے باہر آئی اور اس نے رابرٹ اور کرسٹی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا، رابرٹ اور کرسٹی ٹرانس کی حالت میں اس لڑکی کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

لکڑی کا زینہ چلتے ہوئے رابرٹ اور کرسٹی کو عجیب سا احساس ہو رہا تھا لکڑی کا زینہ ان کے ہر قدم کے ساتھ چر چر کی آواز نکال رہا تھا سناٹے میں زینہ کی چر چر کی آواز بڑی بھیانک لگ رہی تھی۔

دوسری منزل پر پہنچ کر لڑکی نے ایک کمرے کی دروازے کے، کی ہول میں چابی لگائی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی رابرٹ اور کرسٹی بھی اس لڑکی کی تقلید کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئے رابرٹ اور کرسٹی کے کمرے میں داخل ہوتے ہی کمرے کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی دروازے پر ایک انسانی شکل نمودار ہوئی جس کے چہرے پر تبسم تھا، اس انسانی شکل کے بڑے بڑے دانتوں سے خون ٹپک رہا تھا تھوڑی دیر وہ انسانی شکل دروازے میں رہی پھر غائب ہوگئی۔

اندر کمرے میں داخل ہو کر رابرٹ اور کرسٹی نے کمرے پر ایک طائرانہ نظر ڈالی کمرہ صاف ستھرا تھا استعمال کی تمام چیزیں کمرے میں موجود تھیں۔جہازی سائز کے بیڈ پر سفید چادر بچھی ہوئی تھی اور اس سفید چادر پر سرخ رنگ سے ایک انسانی شکل بنی ہوئی تھی۔

''کیسی عجیب چادر ہے کیا تم یہ چادر بدل سکتی ہو۔۔'' رابرٹ مسہری کے پاس آتے ہوئے بولا۔

''ابھی اسٹاک میں کوئی چادر نہیں ہے رات اسی چادر کے ساتھ بسر کرنا پڑے گی۔۔'' لڑکی نے جواب دیا پھر کمرے کی چابی کرسٹی کے حوالے کی اور اس کی جانب جھکی اور آہستہ سے کہنے لگی۔

''رات کو ذرا دھیان سے سونا۔۔۔'' اتنا کہہ کر وہ

www.urdupalace.com

لڑکی کمرے سے باہر چلی گئی کرسٹی پریشانی کے عالم میں رابرٹ کے قریب آئی۔

"رابی مجھے یہ جگہ پراسرار لگ رہی ہے۔۔۔" کرسٹی بولی۔

"لگ تو مجھے بھی رہی ہے مگر۔۔۔۔ مجبوری ہے آج رات ہمیں ہر حالت میں یہیں بسر کرنی ہیں۔۔" رابرٹ نے جواب دیا۔

"وہ لڑکی کہہ رہی تھی کہ رات کو ذرا دھیان سے سونا۔۔" کرسٹی نے لڑکی کی بات رابرٹ کے کان میں ڈالی۔

"ہنی مون ٹور پر سوتا کون کم بخت ہے۔۔" رابرٹ کی آواز خمار آلود ہوگئی تو کرسٹی شرما گئی رابرٹ نے آگے بڑھ کر کرسٹی کو پکڑ لیا اور اپنے سینے سے لگا لیا پھر اس کے ہونٹ کرسٹی کے ہونٹوں کو گرفت میں لینے کے لئے پیش قدمی کرنے لگے تو کرسٹی نے رابرٹ کو زور کا دھکا دیا تو رابرٹ پیٹھ کے بل مسہری پر گر پڑا، کرسٹی نے ایک قہقہہ لگایا مگر اس کا قہقہہ اس کے حلق ہی میں دب کر رہ گیا کیونکہ رابرٹ کے مسہری پر گرنے سے ہلکی سی چیخ کی آواز کمرے میں گونجی تھی جیسے کہ رابرٹ کے گرنے سے کسی کو تکلیف ہوئی ہو مگر یہ آواز رابرٹ کی نہیں تھی رابرٹ بوکھلا کر مسہری سے اٹھا اور کرسٹی کے برابر آ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ۔۔ یہ آواز کیسی تھی؟۔۔" کرسٹی نے بوکھلا کر پوچھا۔

"پتا نہیں۔۔ مم۔۔ مجھے ایسا لگا جیسے مسہری چیخی ہو۔۔" رابرٹ بولا اور پھر ہمت کر کے مسہری کی جانب بڑھا اور مسہری کو ہاتھ سے دبا کر دیکھنے لگا مسہری سے اب کوئی آواز بلند نہیں نکلی۔

"شائد یہ ہمارا وہم تھا۔ ہم پر یہاں کے ماحول کا اثر ہو رہا ہے۔۔" رابرٹ بڑبڑایا

"تم فریش ہو جاؤ۔۔" تھوڑی دیر بعد رابرٹ نے کرسٹی سے کہا تو کرسٹی سر ہلاتی ہوئی باتھ روم کی جانب بڑھ گئی۔

☆.....☆.....☆

رات کا نہ جانے کونسا پہر تھا کہ کرسٹی کی آنکھ کھل گئی، اسے بے چینی ہو رہی تھی کمرے میں نائٹ بلب کی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی کرسٹی کو عجیب سا احساس ہو رہا تھا اس نے اپنے منہ پر سے چادر ہٹائی اور کمرے میں نظر دوڑائی..... تو وہ خوف سے لرز اٹھی کمرے میں چاروں طرف لمبا سا ڈھیلا ڈھالا سفید لباس پہنے کئی لوگ گھوم رہے تھے، کرسٹی کو آنکھیں کھولتے دیکھ کر وہ سب کرسٹی کی جانب متوجہ ہوئے۔

اف۔۔ ان کے چہرے۔۔۔ ان کے چہرے بے حد بھیانک تھے ان کے دانت باہر تھے اور ان کے ہاتھوں کے ناخن بہت بڑے بڑے تھے کرسٹی کو آنکھیں کھولتا دیکھ کر وہ سب کرسٹی کے قریب آنے لگے ایک انجانی مخلوق کو اپنے کمرے میں دیکھ کر کرسٹی کی گھگھی بندھ گئی وہ چیخنا چاہتی تھی مگر اس کی آواز اس کے حلق میں گھٹ کر رہ گئی ان لوگوں میں سے ایک بھیانک شکل والا آدمی آگے بڑھا اور کرسٹی کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا پھر اس نے اپنا بڑے بڑے ناخنوں والا ہاتھ آگے بڑھایا اور کرسٹی کا گلا دبانے کی کوشش کی۔ جیسے ہی اس کے ہاتھ کرسٹی کے گلے تک پہنچے کرسٹی کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی۔

اسی وقت شیریں کے منہ سے بھی ایک چیخ نکلی اور پھر وہ مسلسل چیخنے لگی۔

"کیا ہوا۔۔ کیا ہوا؟۔۔" عماد بری طرح بوکھلا گیا اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ریموٹ سے ٹی وی بند کیا اور ہاتھ بڑھا کر کمرے کی لائٹ روشن کر دی لائٹ روشن ہونے کے بعد شازیہ اور عماد نے دیکھا کہ شیریں خوفزدہ انداز میں چیخ رہی ہے اور اس کا چہرہ خوف کے مارے سفید پڑ گیا ہے۔

"منع کیا تھا میں نے کہ ہارر مووی مت دیکھیں مگر میری کون سنتا ہے۔" عماد بولا

"میرا خیال ہے بھابھی فلم دیکھ کر ڈر گئی ہیں۔" عماد تھوڑی دیر بعد پھر بولا۔

"کیا ہوا بھابھی؟" شازیہ نے شیریں کا بازو ہلایا۔

www.urdupalace.com

"وہ۔۔وہ کھڑکی میں۔۔۔۔۔" شیریں خوفزدہ لہجے میں بولی۔

"کیا ہوا کھڑکی میں؟" شازیہ نے پھر پوچھا۔

"اس کھڑکی میں .....سفید لباس میں ایک۔۔ایک بھوت کھڑا تھا۔۔" شیریں نے کپکپاتے لہجے میں بتایا۔

"بھوت۔۔" شیریں کی بات سن کر عماد اور شازیہ کے منہ سے ایک ساتھ نکلا پھر دونوں لپک کر کھڑکی تک پہنچے اور کھڑکی سے باہر جھانکنے لگے۔

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔۔" عماد اور شازیہ کھڑکی سے باہر جھانکتے ہوئے کہنے لگے۔

"مم۔۔میں نے خود دیکھا.....وہ سفید لباس میں تھا۔۔اور۔۔اور مجھے ڈرا رہا تھا۔۔" شیریں بے حد خوفزدہ تھی۔

شیریں کی بات سن کر عماد اور شازیہ ایک بار پھر کھڑکی سے باہر جھانکنے لگے۔

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے بھابھی۔۔" عماد بولا

"و.....وہ اسی کھڑکی میں تھا.....وہ ہوا میں اڑ رہا تھا۔۔مم۔۔میں نے خود دیکھا ہے۔۔" شیریں بدستور خوفزدہ تھی۔

بھابھی کی بات سن کر عماد نے کھڑکی سے اپنا آدھا دھڑ باہر کیا اور دیکھنے لگا۔

اسی وقت کسی نے شیریں کے کندھے پر ہاتھ رکھا شیریں نے غصے سے اس ہاتھ کو اپنے کندھے سے جھٹک دیا مگر وہ ہاتھ پھر شیریں کے کندھے پر آ کر ٹک گیا تو شیریں نے غصے سے پیچھے مڑ کر ہاتھ رکھنے والے کو دیکھا.....تو پیچھے دیکھتے ہی شیریں خوف سے لرز اٹھی اس کے منہ سے ایک بار پھر بھیانک چیخ نکل گئی کیونکہ شیریں کے کندھے پر ہاتھ رکھنے والا کوئی انسان نہیں تھا۔۔بلکہ.....وہ سفید چادر اوڑھے.....ایک بھوت تھا۔

بھوت نے شیریں کو اپنی جانب متوجہ پایا تو ایک بھیانک قہقہہ لگایا، بھوت کے قہقہے کے ساتھ شیریں کے منہ سے بڑی بھیانک قسم کی چیخیں نکلنے لگیں۔

عماد اور شازیہ نے شیریں کی چیخیں سنیں تو کھڑکی چھوڑ کر پیچھے مڑ کر دیکھا.....تو وہ دونوں بھی خوف سے لرز اٹھے۔کیونکہ شیریں کے پیچھے سفید لباس میں ایک بھوت کھڑا تھا اور شیریں بری طرح چیخ رہی تھی۔

عماد نے پھٹی پھٹی نظروں سے بھوت کو اوپر سے نیچے تک دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی پھر اس نے ایک لمبی جست لگائی اور بھوت تک پہنچا پھر بھوت کے اوپر پڑی چادر کھینچ لی۔

"فرہاد بھائی آپ۔۔"

"فرہاد۔۔۔یہ آپ تھے۔۔" شیریں کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

بھوت کی چادر اتری تو اس کے اندر سے عماد اور شازیہ کے بڑے بھائی اور شیریں کے شوہرِ نامدار فرہاد برآمد ہوئے۔

"ہارر موویز دیکھ دیکھ کر تم سب کا دماغ خراب ہو گیا ہے.....بھلا دنیا میں بھوت پریت، روح بدروح یا چڑیل وغیرہ بھی ہوتے ہیں؟"

فرہاد مسہری پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"بھائی آپ۔۔آپ بہت گندے ہیں....." شازیہ کے منہ سے نکلا۔

"فرہاد.....آپ نے مجھے ڈرا ہی دیا تھا.....اگر میری جان نکل جاتی تو۔۔" شیریں اپنے حواسوں پر قابو پاتے ہوئے بولی

"شیریں کو فرہاد سے کوئی نہیں چھین سکتا۔۔۔یہ محبت کی امر کہانی ہے۔۔" فرہاد شوخ لہجے میں بولا تو شیریں نے فرہاد کو زور سے تکیہ دے مارا اور مسہری سے اتر کر پیر پٹختی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی

"جائیے۔۔منائیے۔۔۔ناراض ہو گئی ہیں بھابھی۔۔" عماد شوخ لہجے میں بولا

"ناراض بیوی کو منانا زیادہ مشکل کام نہیں۔" فرہاد بولا اور تولیہ لے کر باتھ روم میں گھس گیا۔

فرہاد فریش ہو کر باتھ روم سے نکلا تو کمرے میں کوئی نہیں تھا فرہاد نے اپنے بال بنائے اور کمرے میں

www.urdupalace.com

رکھے گلدان سے ایک سرخ گلاب نکالا اور کچن کی جانب چلا اسے ابھی اپنی روٹھی بیوی کو بھی منانا تھا، فرہاد کچن میں پہنچا تو شیریں وہاں نہیں تھی فرہاد نے کچن کی کھڑکی سے باہر لان میں دیکھا۔ شیریں لان میں بیٹھی تھی فرہاد کچن سے نکل کر لان کی جانب بڑھا۔

"ناراضگی میں تم اپنی عمر سے دس سال بڑی لگتی ہو۔۔" فرہاد شیریں کے قریب ہوتا ہوا بولا۔

"ہنہ۔۔" شیریں نے اپنا رخ بدل لیا۔

"مان بھی جاؤ جانِ فرہاد۔۔۔ میں تو صرف مذاق کر رہا تھا۔۔۔ I Love You" فرہاد نے گلاب کا پھول شیریں کے بالوں میں لگاتے ہوئے بڑی لگاوٹ سے کہا۔

"آپ کے مذاق سے اگر میرا ہارٹ فیل ہو جاتا تو۔۔۔" شیریں تلخ لہجے میں بولی۔

"شیریں فرہاد سے ایک بار جدا ہو چکی ہے اب اس جنم میں قدرت شریں فرہاد کو خوشگوار زندگی گزارنے کا پورا موقع دے گی۔۔" فرہاد کا لہجہ رومانٹک تھا۔

"آپ سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا ۔۔ دیکھئے میرا دل کیسے زور زور سے دھڑک رہا ہے۔۔" شیریں اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"دیکھوں ذرا....." فرہاد نے اپنا ہاتھ شیریں کے دل کے مقام پر رکھنا چاہا مگر شیریں نے جلدی سے فرہاد کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کوئی دیکھ لے گا....."

"میں تو صرف دل کی دھڑکن محسوس کر رہا تھا۔۔" فرہاد شوخ لہجے میں بولا۔

"بدتمیز۔۔ ہیں آپ۔۔" شیریں مسکرا دی۔

"جانِ فرہاد میں تمہیں یہ سمجھانا چاہ رہا ہوں کہ ہارر موویز ضرور دیکھو مگر۔۔ یہ بھوت پریت روح بدروح وغیرہ پر یقین مت کرو ایسی کسی مخلوق کا دنیا میں وجود نہیں ....." فرہاد بولا۔

"نہیں۔۔۔ بھوت وغیرہ ہوتے ہیں۔۔" شیریں مستحکم لہجے میں بولی۔

"نہیں ایسی کسی خرافات کا کوئی وجود نہیں ....." فرہاد اٹل لہجے میں بولا۔

"ہوتے ہیں۔۔ ہوتے ہیں۔۔ ہوتے ہیں۔۔" شیریں لڑائی کے انداز میں بولی۔

"کیا ہو رہا ہے بھئی۔۔ کس بات پر تم دونوں بحث کر رہے ہو" فرہاد کو اپنے پیچھے سے دادا جان کی آواز آئی تو وہ دونوں چونک اٹھے۔

"السلام علیکم دادا جان۔۔" فرہاد اور شیریں نے دادا جان کو ایک ساتھ سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔۔ جیتے رہو۔" دادا جان نے سلام کا جواب دینے کے بعد دعا دی۔ "تم دونوں کس بات پر بحث کر رہے تھے؟" تھوڑے توقف کے بعد دادا جان نے دونوں سے پوچھا۔

"دادا جان۔۔ آپ بتائیے یہ جن بھوت۔۔ روح بدروح ہوتی ہیں ناں۔" شیریں نے لاڈ سے دادا جان سے پوچھا۔

"دادا جان میرا خیال ہے ایسی خرافات کا کوئی وجود نہیں۔" فرہاد نے بھی فوراً کہا۔

"بھئی۔۔ جن کا وجود تو قرآن سے بھی ثابت ہوتا ہے۔۔" دادا جان بولے۔

"جن کا وجود تو ہے ..... میں یہ بھوت پریت روح بدروح وغیرہ کی بات کر رہا ہوں۔۔" فرہاد نے جواب دیا۔

"میں تم دونوں کو ایک واقعہ سناتا ہوں جو میرے ساتھ پیش آیا تھا۔۔ اس سے تم دونوں اندازہ لگا سکتے ہو کہ بھوت وغیرہ ہوتے ہیں یا نہیں۔۔" دادا جان لان میں بچھی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے تو فرہاد اور شیریں بھی ان کے دائیں بائیں رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"یہ واقعہ ہندوستان کی تقسیم سے پہلے کا ہے جب دوسری جنگِ عظیم ختم ہوئی تھی میں برٹش انڈین آرمی میں تھا۔۔" دادا جان خلاؤں میں گھورتے ہوئے بولے۔

"میں برما میں محاذِ جنگ پر تھا تین سال۔۔۔

www.urdupalace.com

میں پورے تین سال گھر سے دور محاذِ جنگ پر رہا اس وقت آج کل کی طرح رابطے کے ذرائع زیادہ نہیں تھے بس ٹیلی گرام یا خط ہی رابطے کا ذریعہ تھے اور وہ ذرائع بھی جنگ کی وجہ سے اکثر منقطع ہو جاتے تھے۔'' دادا جان تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے شائد وہ اپنے ذہن میں واقعات تازہ کر رہے تھے۔

''جب جنگ ختم ہوئی اور تمام جوانوں کو واپسی کا حکم ملا تو ہم سب خوش ہو گئے کہ اب ہم گھر جائیں گے اور گھر والوں سے ملیں گے۔۔۔تین سال کا عرصہ بہت بڑا ہوتا ہے ہم لوگ گھر والوں کی آواز کو بھی ترس گئے تھے لہٰذا جنگ بند ہونے کی ہم سب کو بے حد خوشی تھی ہر جوان خوشی سے نہال ہو رہا تھا میں بھی بے حد خوش تھا اکثر جوانوں نے گھر والوں کو خط لکھ کر اپنے آنے کی اطلاع دی مگر میں نے سوچا کہ اچانک گھر پہنچ کر سب کو سرپرائز دونگا۔۔میرے اس طرح اچانک پہنچنے پر سب لوگ حیرت زدہ رہ جائیں گے شائداماں تو کچھ دیر کے لئے خدا کا شکر بھی ادا کرنا بھول جائیں اور ابا جان ۔۔۔ابا جان تو دوڑ کر مجھے گلے سے لگا لیں گے اور زبیدہ۔۔۔تمہاری دادی۔۔'' دادا جان کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے ان کی آنکھیں بھیگ گئیں شائد انہیں اپنے گھر والے یاد آنے لگے۔شیریں نے ہاتھ بڑھا کر اپنے دوپٹے سے دادا جان کے آنسو صاف کئے اور گلاس میں پانی بھر کر دادا جان کو دیا دادا جان نے تشکر بھری نظروں سے شیریں کی جانب دیکھا اور پانی کا گلاس لے لیا اور تھوڑا تھوڑا کر کے گلاس کا سارا پانی پی لیا۔

''سب کو سرپرائز دینے کے چکر میں، میں نے گھر اپنی آمد کی اطلاع نہیں دی اور اچانک پہنچنے کی ٹھان لی ۔جب میں ٹرین سے اپنے گاؤں کے قریبی اسٹیشن پر اترا تو آدھی رات بیت چکی تھی اس چھوٹے سے اسٹیشن پر اترنے والا میں واحد آدمی تھا وہ اسٹیشن عموماً ویران ہی رہتا تھا اسٹیشن پر ٹرین کو جھنڈی دکھانے والا ریلوے کا ملازم بھی ٹرین کے روانہ ہوتے ہی نہ جانے کہاں غائب ہو گیا اسٹیشن سے ہمارا گاؤں کوئی پانچ چھ کوس کے فاصلے پر تھا یہ فاصلہ زیادہ نہیں تھا مگر برسات کے موسم میں اور اندھیری رات میں جبکہ گاؤں جانے والے راستے میں جنگل بھی آتا ہو یہ فاصلہ کافی لگ رہا تھا۔

میں کچھ دیر اسٹیشن پر کھڑا رہا کہ شائد کوئی انسان نظر آجائے مگر وہاں کوئی نہیں تھا آخر کار خدا کا نام لیکر میں نے اپنا فوجی ٹرنک اٹھایا اور فوجیوں کی طرح لیفٹ رائٹ کرتا ہوا اسٹیشن سے باہر آیا۔

اسٹیشن کے باہر کچی پگڈنڈی جو میرے گاؤں تک جاتی تھی اس پگڈنڈی پر کوئی سواری نہ تھی بلکہ کچی پگڈنڈی بھی مشکل ہی سے نظر آرہی تھی شائد دن میں بارش ہوئی تھی اس لئے جگہ جگہ چھوٹے موٹے گڑھوں میں پانی بھرا ہوا تھا آسمان پر بھی بادل چھائے ہوئے تھے ان بادلوں سے کبھی کبھی چاند اپنا چہرہ نکال کر زمین پر اپنی چاندنی بکھیرتا تو راستہ نظر آنے لگتا ورنہ گھپ اندھیرا چھا جاتا۔

میں نے کچھ دیر سوچا اور پھر اپنا سامان ہاتھ میں پکڑ کر فوجیوں کی طرح چلنے لگا میرے پاس روشنی کا انتظام بھی نہیں تھا لہٰذا جب چاند اپنا منہ بادلوں سے باہر نکالتا تو مجھے راستہ نظر آنے لگتا اور میں تیز تیز قدموں سے فاصلہ طے کرنے لگتا اور جب چاند بادلوں کی اوٹ میں چھپ جاتا تو میں اندازے سے آہستہ رفتار کے ساتھ چلنے لگتا۔

ابھی میں کچھ ہی دور چلا تھا کہ اچانک مجھے خوفناک آواز سنائی دی ایسا لگا جیسے کوئی ڈھول بجا رہا ہو یا شائد کوئی اپنے چوڑے سینے کو پیٹ رہا ہو۔اندھیرے میں اور جنگل کے بھیانک سناٹے میں یہ آواز بہت خوفناک لگ رہی تھی میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اس جنگل کے متعلق ہمارے گاؤں میں عجیب عجیب داستانیں مشہور تھیں لہٰذا میرا گھبرانا فطری عمل تھا میں آنکھیں پھاڑے چاروں اطراف دیکھ رہا تھا اور اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ آوازیں کہاں سے آرہی ہیں اسی وقت چاند نے بھی اپنا منہ بادلوں میں چھپا لیا اور چاروں طرف اندھیرا چھا گیا ایسے اندھیرے میں وہ

www.urdupalace.com

آوازیں بہت بھیانک لگ رہی تھیں۔ اچانک میری نظر سامنے کی جانب اٹھی تو میں خوف سے لرز اٹھا میرے سامنے دو انگارے فضا میں اڑتے چلے آرہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے دو جلتے ہوئے کوئلے ہیں جو ہوا میں اڑتے ہوئے میری جانب بڑھ رہے ہیں۔ میں بہت زیادہ گھبرا گیا لوہے کا ٹرنک میرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا میں پھٹی پھٹی نظروں سے ان دو انگاروں کو اپنی جانب بڑھتے دیکھ رہا تھا۔ میرے قدم جہاں تھے وہیں جم گئے میں خوف کے مارے لرزنے لگا اسی وقت چاند نے بادلوں کے پردے سے باہر جھانکا تو جنگل میں چاند کی ملگجی روشنی پھیل گئی چاند کی اس ملگجی روشنی میں، میں نے دیکھا کہ مجھ سے دس بارہ فٹ کے فاصلے پر ایک بہت بڑا ریچھ کھڑا ہے جو بار بار اپنے لمبے ہاتھ اپنے سینے پر مار رہا ہے وہ بھیانک آواز ریچھ کے سینے پر ہاتھ مارنے کی تھی۔ اور وہ دو سرخ انگارے اس ریچھ کی بڑی بڑی خونخوار آنکھیں تھیں جن سے وہ ریچھ مجھے گھور رہا تھا۔

اپنے سامنے اتنے بڑے ریچھ کو دیکھ کر میری گھگھی بندھ گئی اور میں تھر تھر کانپنے لگا وہ ریچھ مجھے گھورتا ہوا میری جانب بڑھنے لگا مجھے اپنی موت یقینی نظر آرہی تھی میں گھبرا کر بھاگ جانا چاہتا تھا مگر میری ٹانگوں نے میرا ساتھ نہیں دیا اور میں اپنی جگہ پر کھڑا کانپتا رہا ریچھ لمحہ بہ لمحہ میرے قریب آتا جارہا تھا اس سے پہلے کہ ریچھ مجھ پر حملہ کرتا اچانک سفید دھوتی اور کرتے میں ملبوس ایک شخص میرے اور ریچھ کے درمیان آگیا وہ شخص کہاں سے آیا یہ میں نہیں دیکھ سکا مگر اس شخص کو دیکھتے ہی وہ ریچھ گھبرا گیا اور چیختا ہوا جنگل کی جانب بھاگ نکلا ریچھ کے بھاگنے کے بعد وہ شخص میری جانب مڑا تو میں نے دیکھا وہ فضل بابا تھے ہمارے بہت پرانے نوکر۔۔ انہیں نوکر نہیں کہنا چاہئے بلکہ وہ ہمارے گھر کے ایک فرد تھے مجھے انہوں نے ہی پالا تھا بچپن میں میرا زیادہ وقت فضل بابا کے ساتھ ہی گزرتا تھا۔

"ارے فضل بابا..... آپ..... آپ اور یہاں..... "میں نے حیرت سے پوچھا۔

"منا۔۔ آنے سے پہلے خبر کر دیتے تو گھر سے کوئی اسٹیشن آجاتا۔۔" فضل بابا نے مجھ سے کہا۔

"وہ سب کو اچانک خوشی دینے کے چکر میں، میں یہ حماقت کر بیٹھا کہ گھر اطلاع نہیں دی۔۔" میں نے شرمندہ لہجے میں جواب دیا۔ "مگر آپ۔۔ آپ اتنی رات گئے یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔" جواب دینے کے بعد میں نے فضل بابا سے پوچھا۔

"بس ہمارا دل گھبرا رہا تھا اس لئے ادھر آگئے اور اچھا ہی ہوا نا ورنہ وہ بھیانک ریچھ نہ جانے کیا کر دیتا۔۔" فضل بابا نے کہا اور زمین پر گرا میرا لوہے کا بھاری ٹرنک ایک ہاتھ سے اٹھایا اور اپنے سر پر رکھ لیا۔

"ارے۔۔ ارے فضل بابا یہ مجھے دیجئے۔۔" میں نے فضل بابا سے ٹرنک لینے کی کوشش کی۔

"نہ۔۔ منا۔۔۔ تم تھک کر آئے ہو۔۔ اور ہم بھی ابھی اتنے بوڑھے نہیں ہوئے کہ اس ٹرنک کا وزن نہ اٹھا سکیں۔" فضل بابا نے جواب دیا اور ٹرنک سر پر رکھ کر گاؤں کے جانب چلنے لگے۔

فضل بابا کے چلتے ہی میں نے بھی قدم بڑھائے اور فضل بابا کے ساتھ چلنے لگا چلتے چلتے میں نے فضل بابا کو غور سے دیکھا وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے حالانکہ جب میں محاذ جنگ پر جارہا تھا تو فضل بابا کافی صحت مند تھے مگر اب ان تین سالوں میں فضل بابا کی صحت بالکل تباہ ہو چکی تھی اور وہ بہت دبلے پتلے نظر آرہے تھے ان کے ہاتھ اور پیر کسی سوکھی لکڑی کی مانند لگ رہے تھے مگر اس کے باوجود فضل بابا اپنے سر پر بھاری ٹرنک رکھے تیز تیز قدموں سے فاصلہ طے کر رہے تھے مجھے ان کا ساتھ دینے میں کافی دقت ہو رہی تھی لہذا میں نے فضل بابا سے کہا۔

"بابا تھوڑا دھیرے چلئے۔۔"

"اذان ہونے سے پہلے گاؤں پہنچنا ہے بس اذان تک کی مہلت ملی ہے۔۔" فضل بابا نے کہا

"مہلت کس چیز کی مہلت اور ہمیں اذان سے

www.urdupalace.com

پہلے کیوں گاؤں پہنچنا ہے۔۔۔کیا فجر کی اذان کے بعد گاؤں میں داخلہ منع ہے۔۔'' میں نے حیران ہو کر پوچھا

''گاؤں پہنچ کر تمہیں سارے سوالوں کا جواب مل جائے گا۔۔'' فضل بابا نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھانے لگے مجبوراً میں بھی تیز چلنے لگا۔

چلتے چلتے ہم لوگ گاؤں کے قبرستان تک پہنچ گئے تین سال پہلے جب میں یہاں سے گیا تھا تو قبرستان بہت مختصر سا تھا مگر اب قبرستان کا رقبہ کافی بڑا ہو گیا تھا پگڈنڈی کے دونوں اطراف قبریں ہی قبریں تھیں۔

''قبرستان تو بہت بڑا ہو گیا ہے ہر طرف قبریں ہی قبریں بن گئیں ہیں۔۔'' میں نے قبرستان کے درمیان میں سے گزرتے ہوئے فضل بابا سے پوچھا

''گئے سال (پچھلے) ہیضے کی وبا پھیل گئی تھی گاؤں کے گاؤں خالی ہو گئے قبرستان بھرتے گئے اور گاؤں خالی ہوتے گئے۔۔'' فضل بابا سرد آہ بھرتے ہوئے بولے

''ہوں'' میں نے ہنکارا بھرا اور چاند کی ملگجی روشنی میں قبرستان پر ایک نظر دوڑائی ہر سوں سناٹا چھایا ہوا تھا کبھی کبھی کسی جھینگر کی آواز سناٹے کو چیرتی ہوئی محسوس ہوتی ایسے پرخوف ماحول میں ہم قبرستان کے درمیان سے گزر رہے تھے۔

چلتے چلتے اچانک مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے میرا پیر پکڑ لیا ہو میں نے زور لگا کر اپنا پیر چھڑانا چاہا مگر پکڑنے والے کی گرفت بہت مضبوط تھی میں اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا میں نے نیچے کی جانب دیکھا کہ میرا پیر کس چیز میں اٹکا ہے.....تو میں خوف سے لرز اٹھا ایک قبر کے سرہانے کفن میں لپٹی ایک لڑکی بیٹھی تھی اس کا چہرہ اف۔۔۔۔مجھے آج تک یاد ہے۔۔اس کا چہرہ مکمل سفید تھا اس کے کفن اور اس کا چہرے کے رنگ ایک جیسا تھا مکمل سفید اس کے لمبے لمبے ناخن تھے اور اس کے دانت بہت بڑے بڑے اور اس کے منہ سے باہر تھے اس لڑکی نے میرا دایاں پیر اپنے مضبوط ہاتھ سے پکڑا ہوا تھا یہ دیکھ کر میرے منہ سے ایک چیخ نکل گئی

میری چیخ سن کر فضل بابا جو آگے چل رہے تھے رک گئے اور انہوں نے پلٹ کر دیکھا اور اس چڑیل لڑکی کو دیکھ کر فضل بابا کا چہرہ سرخ ہو گیا انہوں نے لوہے کا ٹرنک زمین پر رکھا اور زمین پر سے چند کنکریاں اٹھائیں اور اس لڑکی کو مارتے ہوئے کہنے لگے۔

''ہمرا منا ہے یہ۔۔۔اس کی جانب دیکھنا بھی نہیں۔۔'' فضل بابا کی ماری کنکریاں جب اس چڑیل نما لڑکی کے لگیں تو وہ چیختی ہوئی اپنی قبر میں اتر گئی۔

میں خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہا تھا فضل بابا نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آگے بڑھنے میں مدد دی۔

''اس لڑکی کو ایک لڑکے نے دھوکا دیا تھا اور اسے جان سے مار دیا تھا بس جب سے یہ ہر جوان لڑکے کی دشمن بن گئی ہے۔۔'' چلتے چلتے فضل بابا نے بتایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگے فضل بابا کا ہاتھ ایک دم ٹھنڈا تھا ان کا ہاتھ اتنا ٹھنڈا تھا کہ مجھے سردی سی محسوس ہونے لگی۔

''فضل بابا آپ کا ہاتھ.....اتنا ٹھنڈا کیوں ہے؟'' میں نے فضل بابا سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے پوچھا۔

''موسم ٹھنڈا ہے نا منا۔۔'' فضل بابا نے جواب دیا میں اتنا خوفزدہ تھا کہ ان سے یہ بھی نہ پوچھ سکا کہ موسم اگر ٹھنڈا ہے تو میرے ہاتھ کیوں ٹھنڈے نہیں ہو رہے ہیں۔

''چلو منا جلدی چلو .....اذان ہونے والی ہے.....'' فضل بابا نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھانے لگے ان کا ساتھ دینے کے لئے مجھے تقریباً دوڑنا پڑ رہا تھا۔

''اذان کی کیا بات ہے فضل بابا.....آخر آپ اذان سے پہلے گاؤں کیوں پہنچنا چاہتے ہیں۔۔'' میں نے پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ فضل بابا سے پوچھا۔

''یہ تمہیں گاؤں پہنچ کر معلوم ہو جائے گا۔۔'' فضل بابا تیز قدم اٹھاتے ہوئے بولے تو میں خاموش ہو گیا۔

جب ہم گاؤں میں داخل ہوئے تو گاؤں کی مسجد سے فجر کی اذان کی آواز بلند ہوئی اذان کی آواز کے ساتھ ہی فضل بابا بری طرح سے گھبرا گئے۔

www.urdupalace.com

''یہ لو منا اپنا سامان پکڑو، میں دیر ہو رہی ہے۔۔''
گھر کے سامنے پہنچتے ہی فضل بابا نے اپنے سر سے ٹرنک عجلت میں اتارا اور گھبرائے ہوئے انداز میں بولے۔
''فضل بابا اندر تو چلئے نا۔۔'' میں نے ٹرنک فضل بابا سے لیتے ہوئے کہا۔
''نن۔۔نن۔۔نہیں۔۔مم۔۔مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔مم۔۔میں چلتا ہوں۔۔'' اتنا کہہ کر فضل بابا تقریباً دوڑتے ہوئے میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

میں ٹرنک سنبھالے گھر میں داخل ہوا تو اماں جان اور ابا جان مجھے دیکھ کر حیران رہ گئے ابا جان تو فوراً مجھ سے لپٹ گئے اور اماں جان چٹ چٹ میری بلائیں لینے لگیں شور سن کر میرے بہن بھائی بھی سوتے میں سے اٹھ کر آ گئے اور سب مجھ سے لپٹ لپٹ کر پیار کرنے لگے۔

''بیٹا آنے سے پہلے اطلاع دے دیتے تو کوئی اسٹیشن آ جاتا تمہیں لینے۔۔۔اتنی رات کو اکیلے آنا ٹھیک نہیں ہے۔۔'' اماں جان کو فکر لاحق ہو گئی۔
''اکیلا کہاں اماں۔۔۔فضل بابا تھے نا میرے ساتھ۔۔وہ اسٹیشن سے لے کر گھر تک میرے ساتھ ہی آئے تھے۔۔مگر گھر کے اندر وہ نہیں آئے انہیں شائد کوئی ضروری کام تھا۔۔'' میں نے تفصیل سے بتایا۔
''فضل۔۔۔فضل آیا تھا تمہیں لینے اسٹیشن۔۔''
ابا جان اور اماں جان پریشان ہو گئے جبکہ باقی لوگوں کے چہرے پر بھی خوف کے آثار نمایاں ہو گئے۔
''ہاں فضل بابا ہی آئے تھے مجھے لینے۔۔ورنہ اتنے سالوں میں گاؤں کا راستہ اتنا بدل گیا تھا کہ اگر فضل بابا نہ ہوتے تو میں راستہ بھٹک جاتا اور قبرستان میں تو۔۔۔۔اف۔۔'' میں نے اس چڑیل نما لڑکی کا بتایا تو سب خوفزدہ ہو گئے اور اماں جان فوراً درود شریف پڑھ کر مجھ پر پھونکنے لگیں ابا جان بھی پریشان نظر آ رہے تھے۔

''کیا ہوا اماں۔۔۔۔کیا بات ہے۔۔۔۔؟'' میں نے سب کو خوفزدہ دیکھا تو حیرت سے پوچھا
''پچھلے سال گاؤں میں ہیضے کی وباء پھیل گئی تھی اس وباء نے فضل کی جان لے لی میں نے اپنے ہاتھوں سے فضل کو قبر میں اتارا تھا۔۔۔''
ابا جان نے تفصیل بتائی تو میں حیران رہ گیا پھر مجھے فضل بابا کا حیران کن رویہ یاد آیا ان کا اذان سے پہلے گاؤں پہنچنے کا اصرار اب میری سمجھ میں آ رہا تھا۔۔۔اب میری سمجھ میں آیا کہ فضل بابا کے ہاتھ اتنے سرد کیوں تھے۔یہ سب یاد کر کے مجھے جھرجھری آ گئی۔
''رجو۔۔باورچی خانے میں جو آبِ زمزم رکھا ہے وہ جلدی سے لے آ۔۔'' اماں جان نے میری چھوٹی بہن رضیہ سے کہا تو وہ دوڑتی ہوئی گئی اور تھوڑی دیر میں ایک شیشی لے آئی جس میں آبِ زمزم تھا۔
اماں جان نے آبِ زمزم رضیہ کے ہاتھ سے لیا اور شیشی میں سے آبِ زمزم نکال کر میرے سر پر چھڑکنے لگیں پھر باقی بچا ہوا آبِ زمزم مجھے پینے کو دیا۔
''اماں جان۔۔ابا جان۔۔۔فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔۔فضل بابا مجھے سے بہت محبت کرتے تھے اسی لئے وہ میری حفاظت کے لئے دوسری دنیا سے بھی آ گئے۔۔'' میں نے ہنستے ہوئے کہا اور آبِ زمزم ایک ہی سانس میں پی لیا۔
دادا جان یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے ان کی آنکھیں بھیگ گئیں شیریں اپنی جگہ سے اٹھی اور دادا جان کے قریب آئی اور ان کے بہتے آنسو اپنے دوپٹے سے صاف کئے اور انہیں سہارا دے کر ان کے کمرے کی جانب لے جانے لگی فرہاد بھی ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔
''جو لوگ ہم سے محبت کرتے ہیں وہ دوسری دنیا سے بھی ہماری خبر گیری کرتے ہیں۔۔'' چلتے چلتے دادا جان بولے تو فرہاد سر ہلانے لگا۔